

زبان میں املا اور تلفظ کی اہمیت

Dr. Muhammad Ashraf Kamal

Asst. Professor Department of Urdu, G C University, Faisalabad

Impartance of Orthography and Pronunciation in Language

The language is the name of the system in which phoneme, alphabets and symbols play a major and basic role. Pronunciation is a social activity which has the link with basic unifications. To say every word which reflects some what pronunciation which resembles with the built of any word and no one has the right to change its infrastructure. There is a uniformity in the making of script and pronunciation play an important role in a language. Although it seems some difference did come up in writing and speech. The scripts and pronunciations play a cardinal role in the development of language.

املا ایک سادہ سا لفظ ہے مگر اس کا تعلق براہ راست زبان اور قواعد سے ہے۔ اگر کسی زبان میں لکھی گئی کتب یا تحریروں میں الفاظ و تراکیب اور حروف کا املا درست نہ ہوگا تو اس سے زبان میں بگاڑ پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ لفظ کن حروف سے مل کر بنا ہے۔ لفظ میں حروف کی ترتیب کو کیسے ہونا چاہئے یہ سب املا سے متعلق ہے۔ املا میں صحت اور اصلاح کا عمل جاری و ساری رہتا ہے۔ زندہ زبانوں میں دوسری زبانوں سے الفاظ و تراکیب شامل ہوتے رہتے ہیں اور دوسری زبانوں سے لیے گئے ان الفاظ و تراکیب کی املا کے حوالے سے مختلف مسائل سامنے آتے رہتے ہیں۔ اسی طرح لکھنے والے دانستہ و غیر دانستہ بعض اوقات الفاظ و تراکیب کی املا تبدیل کرتے رہتے ہیں۔ اس تبدیلی کی وجہ سے املا میں اصلاح کی گنجائش پیدا ہوتی رہتی ہے۔

املا کا تعلق لکھنے سے ہے۔ کون سا لفظ کس طرح لکھا جائے۔ اور کون سے حروف استعمال میں لائے جائیں۔ اسی کا نام املا ہے۔ (۱) بقول رشید حسن خاں رسم الخط کسی زبان کو لکھنے کی معیاری صورت کا نام ہے اور رسم خط کے مطابق، صحت سے لکھنے، کا نام املا ہے۔ (۲) ”املا میں اصل اصول یہ ہے کہ آپ لفظ کو اس طرح لکھیے جس طرح آپ بولتے ہیں۔“ (۳) رشید حسن خان املا کی تعریف میں لکھتے ہیں:

”املا دراصل، لفظوں میں صحیح حرفوں کے استعمال کا نام ہے اور جو طریقہ ان حرفوں کے لکھنے کے لیے استعمال کیا

جاتا ہے، وہ ”رسم خط“ کہلاتا ہے۔ اس بات کو اختصار کے ساتھ یوں بھی کہا گیا ہے کہ املا ”لفظوں کی صحیح تصویر کھینچنا“ ہے۔“ (۴)

رسم خط کو بنیادی اہمیت حاصل ہوتی ہے کیونکہ رسم خط زبان کو تحریری بنیادیں اور استناد فراہم کرتا ہے۔ رسم خط ہے تو پھر املا کے وجود کا جواز ہوگا وگرنہ نہیں۔ رسم خط اور املا اور رسم خط میں تعلق کو بیان کرتے ہوئے رشید حسن خاں لکھتے ہیں:

”املا اور رسم خط میں وہی نسبت ہے جو مثلاً پھول اور اس کے رنگ اور خوش بو میں ہوتی ہے۔ پھول نہ ہو تو نہ رنگ کا وجود متعین ہو پائے گا، نہ خوش بو کو ٹھکانا ملے گا۔“ (۵)

تلفظ کے لغوی معنی ”بات کہنا، لفظ کا منہ سے ادا کرنا اور لہجہ“ کے ہیں۔ (۶) زبان بولنے، پڑھنے اور لکھنے میں تلفظ کا کردار نہایت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ اس حوالے سے اعراب بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ اعراب کی مدد سے ہم کسی بھی لفظ کے صحیح تلفظ تک پہنچ سکتے ہیں۔ اعراب حروف پر ڈالی گئی علامات کو کہا جاتا ہے۔ ان علامات میں زبر، زیر، پیش، جزم، تنوین، تشدید، مد، ہمزہ شامل ہیں۔ ڈاکٹر سہیل بخاری کے بقول:

”زبان کے ہر لفظ کو بولنے کا طریقہ جسے تلفظ کہتے ہیں اس کی گھڑت کے ساتھ ہی وضع ہوتا ہے، یہ ایک اجتماعی عمل ہے جو افراد معاشرہ کی باہمی رضامندی سے رواج پاتا ہے۔ اس لیے کسی فرد واحد کو تلفظ کے بدلنے یا بگاڑنے کا حق نہیں ہوتا۔“ (۷)

بقول رشید حسن خان: لسانیات میں غلط کوئی چیز نہیں ہوتی مثلاً ایک لفظ کو تین طرح سے لکھا گیا ہے یا بولا گیا ہے تو کسی کو غلط نہیں کہیں گے۔ نہ تلفظ کو نہ اس کی املا کو کیونکہ جو چیز استعمال میں آجاتی ہے وہ غلط ہو ہی نہیں سکتی۔ ہاں علمی بحثوں میں ہم یہ ضرور کہتے ہیں کہ ان تین شکلوں میں مروج صورت یہ ہے۔ (۸)

زبان ایک نظام کا نام ہے جس میں آوازیں اور حروف و علامات بنیادی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ حروف و الفاظ کے ذریعے ہم منظم آوازوں کو بعینہ محفوظ کر لیتے ہیں جیسا کہ وہ زبان سے ادا کی گئی ہوں۔ تلفظ اور زبان ایک معاشرتی سرگرمی ہے جس کا تعلق سماج کی بنیادی اکائیوں میں کیا جاسکتا ہے۔ ڈاکٹر سہیل بخاری لکھتے ہیں:

”لپی ہی کی طرح تلفظ بھی ایک اجتماعی عمل ہے جو افراد معاشرہ کی عام رضامندی سے رواج پاتا ہے۔ چنانچہ کسی بھی معاشرے کی آوازوں اور حروف میں مکمل آہنگی ہوتی ہے۔ اسی طرح وہاں کی زبان کا تلفظ اور لپی بھی باہمگر پیوست ہوتے ہیں۔ وجہ ظاہر ہے کہ حروف آوازوں کے لیے وضع ہوئے ہیں اس لیے تلفظ کو لپی پر تقدم حاصل ہے لپی تلفظ کی اسی طرح مطبوع و منقاد ہوتی ہے۔ جس طرح غلام آقا کا۔“ (۹)

زبان میں املا اور تلفظ کی یکسانیت اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ زبان کی فصاحت اور بلاغت کے لیے ضروری ہے کہ الفاظ کا تلفظ، املا یعنی لکھائی کے مطابق ہونا چاہیے لیکن اکثر دیکھا گیا ہے کہ زبانوں میں املا اور تلفظ میں کئی جگہ اختلاف بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ اختلاف اس بات کا متقاضی ہوتا ہے کہ املا کے مسائل حوالے سے زبان میں الفاظ و حروف کو درست کرنے کے لیے اقدامات کیے جائیں۔ ضروری بقول وارث سرہندی:

”اصولی طور پر یہ درست ہے کہ کسی زبان کے املا اور تلفظ میں یکسانی ہونی چاہیے۔ مگر ایسا عموماً ہوتا نہیں ہے۔ ایک زبان پر کیا موقوف ہے، بہت سے معاملات میں انسان چاہتا کچھ ہے اور ہوتا کچھ ہے۔ زبان کے معاملے میں بھی

کچھ ایسی ہی صورت سامنے آتی ہے۔ انگریزی اور عربی کا شمار دنیا کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ زبانوں میں ہوتا ہے ان میں بھی املا اور تلفظ کا توافقی بہ تمام وکمال موجود نہیں ہے بلکہ مقابلتاً اردو میں املا اور تلفظ میں زیادہ مطابقت ہائی جاتی ہے۔“ (۱۰)

عربی کے چند الفاظ جیسے حُمن، اُتق، اُسمعیل، زکوٰۃ، صلوة، یسین، میں الف لکھائی میں نہیں آتا مگر تلفظ میں بولا جاتا ہے۔ اردو میں ان کو الف سے لکھنا زیادہ مناسب ہے۔ جیسے رحمان، اسحاق، اسماعیل، زکات، صلوات، یاسین وغیرہ لکھنا چاہئے۔ (۱۱) ہر زبان کی اپنی ساخت اور ضروریات ہوتی ہیں۔ انہی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے الفاظ کا املا طے کیا جاتا ہے۔

زبان میں الفاظ کی خواندگی اپنی جگہ اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ بچے کو شروع ہی سے مختلف حروف کی پہچان کرائی جاتی ہے۔ بعد میں جن سے بچہ مختلف الفاظ بنانے کی مشق کرتا ہے۔ خواجہ غلام ربانی مجال لکھتے ہیں:

”حروف تہجی کی تصویروں کی مکمل بے عیب اور یقینی پہچان اور ان کا درست تلفظ وہ پہلی سیڑھی ہے جس کو پڑھنے والا اگر خود بلا تردد پڑھ نہ پائے تو اس کا اگلی سیڑھی کی جانب سفر کرنا یا اسے سفر کر دینا ایک ایسا کاربے خیر ہے جس کا فائدہ تو مشکوک و موموم ہے مگر نقصان بدیہی بلکہ از بس یقینی ہے۔“ (۱۲)

مختلف زبانوں میں مختلف الفاظ کے صحیح تلفظ کے لیے اعراب کی مدد لی جاتی ہے۔ رومن میں اعراب کی جگہ واؤز کا استعمال کیا جاتا ہے۔ ہندی میں ماترائیں اعراب کی جگہ استعمال ہوتی ہیں۔ اردو میں اعراب کے لیے حروف کے بجائے زیر برپیش کے مختصر نشانات لگائے جاتے ہیں۔ اس کی ضرورت بھی کچھ دنوں تک رہتی ہے بعد میں جب مشق زیادہ ہو جاتی ہے تو جملے کی ساخت اور مفہوم کے لحاظ سے ہر لفظ کے اعراب خود بخود ذہن میں ابھرنا شروع ہو جاتے ہیں۔ (۱۳)

ایک زبان کے الفاظ کا تلفظ دوسری زبان میں آکر بدل جاتا ہے بلکہ املا تک بدل جاتا ہے۔ زیادہ تر زبانوں کے حروف ایسے ہیں جو دیگر زبانوں میں نہیں پائے جاتے۔ جبکہ کچھ حروف مشترک ہیں اسی وجہ سے ان حروف کے تلفظ میں بھی اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ بقول ڈاکٹر سہیل بخاری

”کسی کسی زبان میں ایسی مخصوص آوازیں بھی نکل آتی ہیں جو دوسرے علاقوں میں نہیں ملتیں مثلاً انگلستان میں ت، د، وغیرہ اور یونان و ایران میں ٹ، ڈ، ژ کی آوازیں نہیں ہیں۔ عربی میں اے، او، پ، چ، ژ، ف، ش، و، وغیرہ کی آوازیں عقلاً ہیں۔“ (۱۴)

اردو میں حروف صحیح کی تعداد ۳۵ ہے جن میں خالص ہندی آوازیں ٹ، ڈ، ژ کی ہیں، خالص فارسی آوازیں ’ک‘ ہے۔ خالص عربی آوازیں ذ، ض، ط، ظ، ث، ص، ع، ح، ع، کی ہیں جبکہ مشترک آوازوں میں ب، پ، ت، ج، چ، خ، د، ر، ز، س، ش، ف، غ، ک، ق، ل، م، ن، و، ہ، ی شامل ہیں۔ ان اصوات و حروف میں ز، خ، ف، غ عربی اور فارسی میں مشترک ہیں۔ پ، چ، گ ہندی اور فارسی میں اور ق عربی اور ترکی میں مشترک ہے۔ باقی حروف ان تمام زبانوں میں ہیں جن سے اردو نے استفادہ کیا۔ (۱۵) ہائے مخلوط کے ساتھ اردو میں مزید ۱۵ حروف صحیح بنتے ہیں وہ یہ ہیں: بھ، بھ، تھ، ٹھ، جھ، چھ، دھ، ڈھ، رھ، رھ، ٹھ، کھ، گھ، لھ، مھ، نھ۔

نھ سے بننے والے الفاظ جنھیں، انھیں، کوجنھیں اور انہیں اور تمہیں لکھنا غلط ہے۔ اسی طرح ان کے تلفظ میں بھی فرق ہوگا۔ مھ سے تمھارا ہوگا۔ تمہارا لکھنا غلط ہوگا کیونکہ یہ تم ہارا پڑھا جائے گا۔ اسی طرح لھ سے چولھا اور دلھا۔

بعض الفاظ ایسے بھی ہیں جن کا تلفظ تو بڑی حد تک یکساں ہے مگر معنی ایک دوسرے سے جدا جدا ہیں۔ مثلاً طاق اور تاک، سیاہ اور

سیاح، آری (کاٹنے والا اوزار) اور عاری؛ کل (آنے والا دن) اور کل (پرزہ)؛ علم اور الم، ہل اور صل، عرض اور ارض، جال اور جعل، نظر اور نذر، شمر اور سمر (موسم گرما)، نقطہ اور نکتہ، لال اور لعل، عرض اور ارض، اسیر اور شیر، نال اور نعل، نظیر اور نذیر، ثواب اور صواب، بصر اور بسر، قمر اور کمر، احتراز اور اعتراض، قوس اور کوس۔ بعض الفاظ کئی معانی دیتے ہیں مثلاً قلم (پین)، قلم (کانٹا)۔ اسی طرح اکثر اوقات کچھ الفاظ کا املا اور تلفظ دونوں غلط لکھے اور بولے جاتے ہیں۔ مثلاً پروا کی جگہ پرواہ غلط ہوگا۔

بعض الفاظ میں املا اور تلفظ دونوں میں اختلاف ہوتا ہے مگر مغالطے کا امکان رہتا ہے۔ مثلاً اسرار اور اصرار، نکل اور نقل (جعلی)، نقل (کاپی)، بحر اور بحر، علم اور علم، جون اور جون، اثر اور عصر، فقر اور فکر، شکر اور شکر، سما اور سماں، قرب اور کرب، وزن اور وزن وغیرہ اسی طرح چند الفاظ اور بھی ہیں جن کا تلفظ اور املا میں مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ مثلاً پیر اور پیر، بحد اور باد، بوجھ اور بوجھ، وزن اور بوجھ، سمجھ، بیل: گائے کا مذکر اور بیل: پھولوں کی بیل، خلق اور خلق: مخلوق اور خلق: اخلاق، دور: زمانہ، دور: فاصلہ، صرف: خرچ اور صرف: فقط، گرد: چاروں طرف اور گرد: غبار، مقرر: تعین شدی اور مقرر: تقریر کرنے والا، منت: عہد اور منت: خوشامد، میل: گندگی اور میل: ملنا۔

حروف اور آواز کا باہمی تعلق ہوتا ہے اور حروف کا تلفظ بولنے والوں کے اشتراک سے غیر دانستہ و دانستہ طور پر وادج پاتا ہے۔ ہر علاقے کی بولی اور رسم الخط اپنے تلفظ کی امانت داری کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔ اگر تلفظ اور حروف و الفاظ کا باہمی رشتہ کمزور پڑ جائے تو زبان کی نشوونما کا عمل رک جاتا ہے۔ تحریر صوتی روایت کے بغیر استناد کھودیتی ہے تلفظ کی درستی زبان کے فروغ اور ترویج کا باعث ہوتی ہے اس کے برعکس اگر تلفظ میں بگاڑ پیدا ہو جائے تو یہ صورت حال زبان کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگی۔ بقول ڈاکٹر سہیل بخاری:

”تلفظ کی تبدیلی ہماری یومیہ زندگی کا کتنا ہی معمولی واقعہ کیوں نہ سمجھا جائے دنیائے صوتیات میں اس کی اہمیت ایک جاں گسل اور ہوش رہا سانسے سے کم نہیں ہے۔“ (۱۶)

اسی طرح بہت سے الفاظ اپنے املا کے برخلاف مختلف انداز سے بھی بولے جاتے ہیں۔ ایسا صرف اردو زبان ہی میں نہیں ہے بلکہ اکثر زبانوں میں ایسا پایا جاتا ہے کہ لفظ میں کچھ حروف بولتے وقت تلفظ میں نظر انداز کر دیے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر اقتدار حسین لکھتے ہیں:

”تقریباً ہر زبان میں تحریر اور تقریر میں تھوڑا بہت فرق ہوتا ہے۔ بعض الفاظ کو لکھتے ایک طرح سے ہیں اور اس کو بولتے دوسرے طریقے سے ہیں۔ یعنی بہت سے حروف ایسے ہیں جو کسی لفظ میں تحریر میں تو آتے ہیں لیکن تلفظ میں نہیں آتے۔ مثلاً اردو میں ”بالفرض“ یا ”فی الحال“ ایسے الفاظ ہیں جن میں الف اور ی کا استعمال تلفظ میں نہیں ہے۔“ (۱۷)

فرانسیسی لفظ مادام انگریزی میں آکر میڈم ہو گیا ہے۔ ٹیلی گراف فارسی میں تلگراف اور عربی میں تلغراف ہو گیا۔ قدیم ہند یورپی کا آتم انگریزی میں ایٹم ہو گیا۔ عربی میں کوط اور ڈکوڈ سے لکھا جاتا ہے۔ مثلاً اٹلی (اطالینا)، ڈینیڈیم (ڈیابیس)۔ (۱۸)

پاکستان کو عربی میں الباکستان لکھا جاتا ہے کیونکہ عربی میں پ نہیں ہے پ کی آواز کے متبادل ب کی آواز کو لیا جاتا ہے۔ فارسی الفاظ سے لکھنا غلط ہے۔ جیسے شکر گزار درست ہوگا شکر گزار نہیں، اسی طرح پزیر پاری لفظ ہے اور اس کا املا پزیر ہے۔ پذیر غلط ہوگا۔ طائے تازی خالص عربی حرف ہے اور تو تا ہندی پرند۔ اس لیے تو تا ط سے لکھنا غلط ہے۔ تو تا ہندی سے آیا ہے۔ اصل لفظ تعزیہ اور مصالحہ ہیں۔ انھیں تازیہ اور مسالا یا مصالک لکھنا غلط ہے۔ (۱۹) رشید حسن خاں کے بقول: دلچسپ صورت حال یہ پیدا ہوئی کہ ”گزارش“ (بہ معنی عرضداشت) کو زوال سے لکھا جانے لگا۔ یعنی: گزارش۔ اور گزشتہ کوز سے لکھنے لگے، یعنی: گزشتہ جب کہان کی صحیح صورت ”گزارش“ اور ”گزشتہ“ ہے۔ اس امتیاز کو واپس لانا بھی صحیح املا میں شامل ہے۔ (۲۰)

مسائل پیدا ہوں گے جو نہ صرف معانی کی تفہیم و تشریح کو مجروح کریں گے بلکہ اس سے زبان کی فصاحت و بلاغت بھی متاثر ہوگی۔ عام زندگی میں بولے جانے والے مختلف الفاظ کے تلفظ میں کہیں کہیں اختلاف نظر آتا ہے۔ مثلاً کچھ لوگ غلط کو غلط بولتے ہیں۔ اسی طرح مختلف الفاظ غلط معنوں میں بھی استعمال کیے جاتے ہیں مثلاً مشکور کو اکثر اوقات ممنون کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ بعض الفاظ لکھنے میں ایک جیسے ہوتے ہیں مگر ان کا تلفظ جملے کی ساخت کے حوالے سے مختلف ہوتا ہے جیسے ”کیا کیا خضر نے سکندر سے“ میں پہلا کیا پوچھنے کے معنوں میں اور دوسرا کیا کرنے کے معنوں میں۔ پہلا کیا اردو شاعری میں دو حرفی سمجھا جاتا ہے جبکہ دوسرا کیا جو کرنے کے معنوں میں ہے تین حرفی ہوتا ہے۔

بہت سے الفاظ ایسے ہیں جن کا تلفظ ایک جیسا ہے یا ان میں صوتی آہنگ پایا جاتا ہے، ان الفاظ کو پڑھتے ہوئے عبارت اور لفظ کی املا کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔

آک: پودا اور عاق: محروم کرنا جانیداد سے، ابد: ہمیشہ اور عبد: بندہ، اثاث: سامان اور اساس: بنیاد، احرام: حج کا لباس اور اہرام: مصر کے قدیم مقبرے، اقرب: رشتے دار اور عقرب: کچھو، امارت: امیری اور عمارت: بلڈنگ، برس: سال اور برص: پھلپھری، پارا: سیماب اور پارہ: حصہ، تابع: ماتحت اور طالع: چھاپنے والا، تیار: آمادہ اور طیار: اڑنے والا، ثواب: نیکی کا بدلہ اور صواب: ٹھیک ہونا، ثور: تیل اور صور: آواز، حامی: حمایتی اور ہامی: ہمت والا، خرچ: رکاوٹ اور ہرج: نقصان، حزم: احتیاط اور ہضم: پچنا، حلال: جائز اور ہلال: پہلی کا چاند، دفعہ: شمار اور دفع: دور، زن: عورت اور ظن: گمان، سبج: تسبیح والا اور صج: سویرا، سرف: فضول خرچی اور صرف: خرچ، سفر: راہ چلنا اور صفر: قمری مہینہ، حال: حالت اور ہال: بڑا کمرہ، ذو: دو اور ضو: روشنی، مامور: مقرر اور معمر: بھرا ہوا، متاسف: افسوس کرنے والا اور متصف: وصف والا، نالا: بڑی ندی اور نالہ: فریاد، نذر: پیش کش اور نظر: نگاہ، نسب: نسل اور نصب: گاڑنا، قلب: دل اور کلب: کتا اور کلب: انگریزی کا لفظ، کلی: پھول اور قلعی: بلج، چوننا، مثل: کہاوت اور مسل: مسلمان، مریح: چوکور اور مرید: بھل کا مرید، مشاعرہ: شاعروں کی محفل اور مشاہیرہ: تنخواہ، مشق: پریکٹس اور مشک: پانی کے لیے چمڑے کا تھیلہ، مقدر: تقدیر اور مکدر: خراب، مقرر: تقریر کرنے والا اور مکرر: دوبارہ، نقطہ: صفر، ہندسہ اور نکتہ: باریک بات۔

عام لوگوں کی بول چال میں شاید تلفظ کی ذرا سی تبدیلی سے کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا مگر شاعری میں تلفظ کی ذرا سی رد و بدل سے بحر اور وزن میں تبدیلی واقع آجاتی ہے۔ اسی لیے شاعری میں لفظوں کے تلفظ کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ مثلاً ”مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی“

اگر ”مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی“ ہو تو مصرع وزن اور بحر میں نہیں رہے گا۔ کچھ الفاظ ایسے بھی ہیں جن کا اردو شاعری میں مختلف تلفظ کے ساتھ استعمال رائج ہے۔ مثلاً گلستان کو، گلستان اور گلستان (گلن + ستان) استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اردو شاعری میں طرخ اور طرخ دونوں تلفظ میں استعمال کیا جاتا ہے۔

شاعری اور الفاظ کے تلفظ کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ شاعری کے اوزان تلفظ کی مدد سے وضع کیے جاتے ہیں۔ اگر کسی لفظ کا تلفظ صحیح معلوم نہ ہو تو اس کا وزن اور بحر بھی متاثر ہوگی۔ شاعری میں وزن کا دار و مدار لفظوں میں متحرک اور ساکن حروف کی ترتیب پر ہوتا ہے۔ یہی متحرک اور ساکن حروف بحر میں ارکان کے نام سے موسوم کیے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر گیان چند جین لکھتے ہیں:

”اردو عروض لفظ میں حرکت اور سکون کے وقوع پر مبنی ہے۔ زبر زیر اور پیش کو ملا کر حرکت کہتے ہیں۔ عروض میں زبر زیر پیش کی معنویت یکساں ہے ان کے فرق کو نظر انداز کر کے سب کو حرکت کے تحت لیتے ہیں۔ حرکت و سکون کے

اجتماع سے ذیل کے ساکن الّا خراجاً ترتیب پاتے ہیں۔ (۲۴)

عروضیوں کے نزدیک ارکانِ بحر تین ہیں:

۱۔ سبب: دو حرفی کلمہ ہے۔ اگر پہلا متحرک اور دوسرا ساکن ہے جیسے ہم، تم تو سبب خفیف ہے اور اگر دونوں متحرک ہیں تو سبب ثقیل ہے جیسے دل
۲۔ وتد: سہ حرفی کلمے کو کہتے ہیں پہلا اور دوسرا حرف متحرک اور تیسرا ساکن ہو تو وتد مجموع ہوگا جیسے قلم، اگر پہلا حرف متحرک اور دوسرے دو ساکن ہوں تو وتد مفروق ہوگا جیسے صبر، درد۔

۳۔ فاصلہ: چار حرفی کلمے کو کہتے ہیں پہلے تین متحرک ہوں آخری ساکن فاصلہ صغریٰ ہوگا جیسے طلی۔ اگر چار حرف متحرک ہوں اور پانچواں ساکن تو فاصلہ کبریٰ ہوگا۔ (۲۵)

عربی میں عربی، طلی، علوی بولا جاتا ہے۔ مگر اردو میں فاصلہ کم ہی بولا جاتا ہے عوام سہولت کی خاطر اس کے دوسرے متحرک حرف کو ساکن کر لیتے ہیں۔ سبب متوسط میں پہلا حرف متحرک اور دوسرے دو ساکن ہوتے ہیں جیسے صبر، کار، جان وغیرہ جبکہ سبب وتد کثرت میں دو حرف متحرک اور بعد کے دو ساکن ہوتے ہیں جیسے نہاد، خیال، سپرد، بزرگ وغیرہ۔ (۲۶)

اسی طرح ضرورت شعری کی مطابق کہیں میری، میرے، میرا اور کہیں اس کے بجائے مری، مرے، مرا استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح مجھ کو، تجھ کو، ہم کو، ان کو جن کو، کے بجائے بعض جگہ ضرورت شعری کو سامنے رکھتے ہوئے مجھے، تجھے، ہمیں، انھیں اور جنہیں استعمال کیا جاتا ہے۔ یوں شاعری میں وزن اور بحر کی ضروریات اور تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ان الفاظ کا املا بھی بدل جاتا ہے اور املا کے ساتھ ساتھ تلفظ بھی۔ اسی طرح جب ہم انگریزی کے الفاظ اسکول، اسٹیشن، اسکرین، سٹیٹھسکوپ کو اردو میں استعمال کرتے ہیں تو الف کا اضافہ کر کے اسکول، اسٹیشن، اسکرین، اسٹیٹھسکوپ وغیرہ استعمال کرتے ہیں۔ مگر بعض جگہ شعری ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے انگریزی کا تلفظ بھی اپنایا جاتا ہے۔

تلفظ عام زندگی میں ہو یا شاعری میں اپنی جگہ اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ زبان میں ترقی اور فروغ کے عمل میں املا اور تلفظ بھی اساسی کردار کے حامل ہوتے ہیں۔ پڑھے لکھے لوگ جب کسی شخص کو غلط تلفظ بولتے ہوئے سنتے ہیں تو وہ اس بات کو محسوس کرتے ہیں۔ انسان کے اخلاق اور مزاج میں زبان کی شانستگی اور سلاست بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مہذب معاشروں میں زبان کے لکھنے اور بولنے کی صحت کا خصوصی خیال رکھا جاتا ہے۔

حوالہ جات

- ۱۔ منصف خان صاحب، نگارستان، لاہور، دارالتذکیر، ۲۰۰۲ء، ص ۳۱۶
- ۲۔ رشید حسن خاں، اردو املا، لاہور مجلس ترقی ادب، ص ۱۲
- ۳۔ اردو زبان میں تحقیق کی اہمیت اور موجودہ صورت حال مشمولہ لسانی مذاکرات، مرتبہ شہینا مجید، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۶ء، ص ۳۲۱
- ۴۔ رشید حسن خاں، اردو املا، لاہور مجلس ترقی ادب، ص ۲۱
- ۵۔ رشید حسن خاں، اردو کیسے لکھیں (صحیح املا)، رابعہ بک ہاؤس لاہور، ص ۸
- ۶۔ نور الحسن نیو مولوی، نور اللغات، لاہور سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۹ء، ص ۲۲۰

- ۷۔ سہیل بخاری ڈاکٹر، اردو رسم الخط کے بنیادی مباحث، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۸ء، ص ۱۰۱
- ۸۔ اردو زبان میں تحقیق کی اہمیت اور موجودہ صورت حال مشمولہ لسانی مذاکرات، مرتبہ شیمہ مجید، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۶ء، ص ۳۲۰، ۳۲۱
- ۹۔ سہیل بخاری ڈاکٹر، لسانی مقالات، حصہ سوم، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۱ء، ص ۸۵
- ۱۰۔ وارث سرہندی، زبان و بیان (لسانی مقالات)۔ اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۹ء، ص ۳۱
- ۱۱۔ رشید حسن خاں، اردو کیسے لکھیں، ص ۲۳
- ۱۲۔ مجال خواجہ غلام ربانی، اردو خواندگی سیکھنے کی منازل، مشمولہ ماہنامہ اخبار اردو اسلام آباد، ستمبر ۲۰۰۳ء، ص ۲۷
- ۱۳۔ فرمان فتح پوری ڈاکٹر، اردو املا اور رسم الخط (اصول و مسائل)، لاہور، الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۰۴ء، ص ۸۲، ۸۳
- ۱۴۔ سہیل بخاری ڈاکٹر، لسانی مقالات، حصہ سوم، ص ۸۶
- ۱۵۔ ذوالفقار غلام حسین ڈاکٹر، قومی زبان کے بارے میں اہم دستاویزات، جلد اول، حصہ اول، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵ء، ص ۸
- ۱۶۔ سہیل بخاری ڈاکٹر، لسانی مقالات، حصہ سوم، ص ۸۷
- ۱۷۔ اقتدار حسین ڈاکٹر، اردو صرف و نحو، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، دوسرا ایڈیشن، ۱۹۹۸ء، ص ۱۲
- ۱۸۔ سہیل بخاری ڈاکٹر، لسانی مقالات، حصہ سوم، ص ۸۷، ۸۸
- ۱۹۔ اردو زبان اور اسالیب، جلد اول، سید محمد محمود رضوی محمود آبادی، کراچی، آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس، ص ۲۶۶ تا ۲۶۸
- ۲۰۔ رشید حسن خاں، اردو املا، مجلس ترقی ادب، لاہور، ص ۱۵، ۱۶
- ۲۱۔ نجیہ عارف، معیاری اردو قاعدہ، مشمولہ اخبار اردو اسلام آباد، مئی ۲۰۱۰ء، ص ۱۱
- ۲۲۔ اعجاز راہی (مرتب)، حرف آغاز مشمولہ روداد سیمینار املا و رموز اوقاف کے مسائل، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵ء، ص ۴
- ۲۳۔ سہیل بخاری ڈاکٹر، لسانی مقالات، حصہ سوم، ص ۷۱
- ۲۴۔ گیان چند جین ڈاکٹر، اردو کا اپنا عروض، لاہور، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۱۹۹۱ء، ص ۱۷
- ۲۵۔ منصف خان صحاب، نگارستان، ص ۱۸۱، ۱۸۲
- ۲۶۔ گیان چند جین ڈاکٹر، اردو کا اپنا عروض، ص ۱۸